# مسلمانوں کی فتوحات کا راز
## غیر مسلم مفکرین کی نظر میں

مولانا محمد محمود حسن
ڈھاکہ، بنگلہ دیش

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

’’وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ‘‘ (آل عمران:۱۳۹)

ترجمہ: ’’اور تم ہمت مت ہارو اور رنج مت کرو غالب تم ہی رہو گے اگر تم پورے مومن رہے۔‘‘

ایک اور آیت میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

’’وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ‘‘ (النور:۵۵)

ترجمہ: ’’(اے مجموعۂ اُمت!) تم میں جو لوگ ایمان لاویں اور نیک عمل کریں، ان سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کو (اس اتباع کی برکت سے) زمین میں حکومت عطا فرمائے گا، جیسا ان سے پہلے (اہلِ ہدایت) لوگوں کو حکومت دی تھی اور جس دین کو (اللہ تعالیٰ نے) ان کے لیے پسند کیا ہے (یعنی اسلام) اس کو ان کے (نفعِ آخرت کے) لیے قوت دے گا اور ان کے اس خوف کے بعد اس کو مبدّل بہ امن کر دے گا، بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہیں (اور) میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں اور جو شخص بعد (ظہور) اس (وعدے) کے ناشکری کرے گا تو یہ لوگ بے حکم ہیں۔‘‘

قرآنِ کریم کی ان ابدی اور آفاقی تعلیمات کی صداقت اور عملی حقیقت کا اظہار ہمیں متعدد غیر مسلم قائدین اور مفکرین کے اقوال واقرار میں بھی ملتا ہے، وہ لوگ جنہوں نے شاید کبھی قرآن کو ہاتھ بھی نہ لگایا

ہو، مگر حقیقت کبھی پردۂ خفا میں نہیں رہتی، بلکہ بالآخر آشکار ہو کر رہتی ہے۔ ممکن ہے کہ جاہل اور ہٹ دھرم افراد کے لیے یہ حقیقت واضح نہ ہو، مگر صاحبِ ضمیر اور اہلِ فکر انسانوں کے لیے یہ بالکل روشن ہوتی ہے۔

ہم تاریخ کے اوراق سے ایسے چند نمایاں شواہد پیش کر رہے ہیں جن میں غیر مسلم مفکرین نے خود مسلمانوں کے ایمان اور عمل کی برتری کا اعتراف کیا ہے، اور اسی کو مسلمانوں کی قوت کا اصل سرچشمہ اور ان کی ہمہ گیر فتوحات کا بنیادی راز قرار دیا ہے۔

## رومی شہنشاہ ہرقل کا اعترافِ حقیقت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی مسلسل فتوحات اور رومی افواج کی پے در پے شکستوں کا منظر دیکھ کر رومی شہنشاہ ہرقل نے اپنے فوجی کمانڈروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: تم پر ہلاکت ہو! جن لوگوں کے خلاف تم لڑ رہے ہو اور بار بار شکست کھا رہے ہو، کیا وہ تمہاری ہی طرح انسان نہیں ہیں؟''

انہوں نے جواب دیا: ''کیوں نہیں!''

شہنشاہ نے پوچھا: ''تعداد میں وہ زیادہ ہیں یا تم؟''

انہوں نے کہا: ''ہر معرکے میں ہم ہی تعداد میں زیادہ رہے ہیں۔''

شہنشاہ نے کہا: ''پھر تم بار بار شکست کیوں کھاتے ہو؟''

اس پر ان کے ایک معمر و تجربہ کار فوجی افسر نے کہا:

''من أجل أنهم يقومون الليل ويصومون النهار، ويوفون بالعهد، ويأمرون بالمعروف، وينهون عن المنكر، ويتناصفون بينهم، من أجل أنا نشرب الخمر، ونزني، ونركب الحرام، وننقض العهد، ونغضب ونظلم ونأمر بالسخط وننهى عما يرضي الله ونفسد في الأرض.''

یعنی: ''اس لیے کہ وہ راتوں کو قیام کرتے ہیں اور دن کو روزہ رکھتے ہیں، وعدوں کو پورا کرتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، اور آپس میں انصاف کرتے ہیں۔ اور اس کے برعکس ہم شراب پیتے ہیں، زنا کرتے ہیں، حرام کاموں میں مبتلا ہوتے ہیں، عہد شکنی کرتے ہیں، غصہ کرتے اور ظلم ڈھاتے ہیں، لوگوں کو اللہ کی رضا والے کاموں سے روکتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔''

یہ سن کر شہنشاہ ہرقل نے کہا: ''أنت صدقتني''، ''تم نے مجھ سے سچ کہا ہے۔'' (البدایہ والنہایہ، ابنِ کثیرؒ [وفات: ۷۷۴ھ] ۷/ ۲۰)

ایک اور واقعہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ رومی شہنشاہ ہرقل اپنی سلطنتِ شام سے شکست کھا کر آخر کار قسطنطنیہ پہنچا اور وہیں اپنی حکومت قائم کی۔ ایک دن اس کے ایک تابع دار کو مسلمانوں کی قید سے رہائی ملی تو وہ اس کے پاس آیا۔ شہنشاہ نے اس سے کہا: اس قوم کے بارے میں مجھے کچھ بتاؤ۔
اس شخص نے کہا: ''میں ان کی ایسی تصویر بیان کروں گا کہ گویا آپ انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں۔''

پھر اس نے کہا: ''هم فرسان بالنهار، رهبان بالليل، لا يأكلون في ذمتهم إلا بثمن، ولا يدخلون إلا بسلام، يقفون على من حاربوه حتى يأتوا عليه.''

یعنی: ''وہ دن کے وقت گھڑسوار بہادر ہوتے ہیں اور رات کی تاریکی میں دنیا سے بے رغبت عبادت گزار، کسی چیز کو قیمت ادا کیے بغیر استعمال نہیں کرتے، سلام کہہ کر داخل ہوتے ہیں، اور جن سے جنگ کرتے ہیں ان کے مقابلے میں اس وقت تک ڈٹے رہتے ہیں جب تک مکمل فتح حاصل نہ کرلیں۔''

یہ سن کر شہنشاہ ہرقل نے کہا: ''لئن كنت صدقتني ليملكن موضع قدمي هاتين.''
اگر تم نے سچ کہا ہے تو وہ تو میرے قدموں کے نیچے کی یہ جگہ بھی ضرور فتح کرلیں گے۔

(تاریخ طبری، ابن جریر طبریؒ [وفات: ۳۱۰ھ] ۳/ ۶۰۳۔ البدایہ والنہایہ، ابن کثیرؒ [وفات: ۷۷۴ھ] ۷/ ۶۲)

## ایک عیسائی پادری کی دوٹوک گواہی

روایت میں آتا ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی مسلسل فتوحات اور رومی افواج کی شکستیں دیکھ کر رومی شہنشاہ ہرقل نے اپنے درباریوں کے سامنے اس کی وجہ دریافت کی، اس موقع پر ایک عیسائی پادری نے اس سے کہا:

''أيها الملك لأن قومنا بدلوا دينهم وغيروا ملتهم وجحدوا بإجابة المسيح عيسى ابن مريم صلوات الله وسلامهٗ عليه وظلموا بعضهم وليس فيهم من يأمر بالمعروف وينهي عن المنكر وليس فيهم عدل ولا إحسان ولايفعلون الطاعات وضيعوا أوقات الصلوات وأكلوا الربا وارتكبوا الزنا وفشت فيهم المعاصي والفواحش، وهؤلاء العرب طائعون لربهم متبعون دينهم رهبان بالليل صوام بالنهار ولا يفترون عن ذكر ربهم ولا عن الصلاة على نبيهم وليس فيهم ظلم ولا عدوان ولا يتكبر بعضهم على بعض شعارهم الصدق ودثارهم العبادة وإن حملوا علينا لا يرجعون وإن حملنا عليهم فلا يولون وقد علموا أن الدنيا دار الفناء وأن الآخرة هي دار البقاء.''

یعنی: ’’اے بادشاہِ معظم! اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری قوم نے اپنے دین کو بدل ڈالا، اپنے مذہب کو تبدیل کرلیا، اور مسیح عیسیٰ ابنِ مریم علیہ السلام کی اطاعت سے منہ موڑ لیا۔ وہ آپس میں ایک دوسرے پر ظلم کرتے ہیں، ان میں کوئی ایسا نہیں جو نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے، ان میں نہ عدل ہے نہ احسان، نہ عبادت و اطاعت کا اہتمام ہے۔ انہوں نے نمازوں کے اوقات ضائع کردیے، سود کھانے لگے، زنا میں مبتلا ہوگئے، اور ان کے درمیان گناہ اور فحاشی عام ہوگئی۔

اور یہ عرب لوگ اپنے رب کے فرمانبردار ہیں، اپنے دین کے پیروکار ہیں؛ رات کو رہبان (عبادت گزار) ہوتے ہیں اور دن کو روزہ دار۔ وہ اپنے رب کے ذکر اور اپنے نبی پر درود پڑھنے سے غافل نہیں ہوتے۔ ان میں ظلم و زیادتی نہیں، نہ ایک دوسرے پر تکبر کرتے ہیں۔ ان کا شعار سچائی ہے اور ان کا لباس عبادت۔ اگر وہ ہم پر حملہ کریں تو پیچھے نہیں ہٹتے، اور اگر ہم ان پر حملہ کریں تو وہ بھاگتے نہیں۔ انہیں یقین ہے کہ دنیا فنا ہونے والی ہے اور آخرت ہی باقی رہنے والی ہے۔‘‘ (فتوح الشام، واقدیؒ [وفات: ۲۰۷ھ] ۱/۱۴۹)

## پادری کے سامنے جاسوسوں کا اعتراف اور پادری کا تبصرہ

جب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جہاد کے ارادے سے اُردن کے قریب ایک علاقے میں اُترے تو دمشق کے ایک پادری نے ان کی خبر لینے کے لیے دو عربی بولنے والے عیسائیوں کو جاسوس بنا کر بھیجا۔ وہ دونوں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے شب و روز کے حالات کا مشاہدہ کر کے واپس آئے اور کہا: ’’جئتك من عند رجال دقاق يركبون خيولًا عتاقًا، أما الليل فرهبان، وأما النهار ففرسان، يريشون النبل ويبرونها، ويثقفون القنا، لو حدثت جليسك حديثًا ما فهمه عنك لما علا من أصواتهم بالقرآن والذكر.‘‘ یعنی: ’’میں تمہارے پاس ایسے پختہ عزم لوگوں کے پاس سے آیا ہوں جو اعلیٰ نسل کے گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں۔ رات کے وقت وہ عبادت گزار رہبان ہوتے ہیں اور دن کے وقت گھڑسوار مجاہد۔ وہ تیروں میں پر لگاتے ہیں، انہیں درست کرتے ہیں اور نیزوں کو تیز کرتے ہیں۔ اگر تم اپنے پاس بیٹھے شخص سے بات کرو تو قرآن کی تلاوت اور ذکر کی بلند آوازوں کی وجہ سے وہ تمہاری بات نہ سن سکے گا۔‘‘

یہ سن کر اس پادری نے اپنے ساتھیوں سے کہا: ’’أتاكم منهم ما لا طاقة لكم به.‘‘ یعنی ’’تمہارے پاس ایسی قوم آ پہنچی ہے جس کا مقابلہ کرنے کی تم میں طاقت نہیں۔‘‘

(البدایہ والنہایہ، ابنِ کثیرؒ [وفات: ۷۷۴ھ] ۷/۲۰)

## اہلِ حمص کے ذمیوں کی مخلصانہ گواہی

جب صحابۂ کرامؓ نے شام کے شہر حمص کو فتح کرلیا اور ذمی کفار سے مقررہ جزیہ وصول کرنے کے بعد یہ دیکھا کہ رومی افواج دوبارہ شدید حملے کی تیاری کررہی ہیں، توانہوں نے وصول شدہ جزیہ ذمیوں کو یہ کہہ کر واپس کردیا کہ چونکہ رومی لشکر دوبارہ حملے کی تیاری میں ہے، اس لیے ہم اس وقت تمہیں مکمل تحفظ فراہم کرنے کے قابل نہیں رہے۔ یہ دیکھ کر حمص کے ذمی باشندے حسرت وعقیدت کے ساتھ کہنے لگے:

’’لولايتكم وعدلكم أحب إلينا مما كنا فيه منَ الظلم والغشم ولندفعن جند هرقل عن المدينة.‘‘

یعنی: ’’تمہاری حکومت اور تمہارا عدل ہمیں اس ظلم وجبر سے کہیں زیادہ محبوب ہے جس میں ہم پہلے مبتلا تھے۔ ہم ضرور ہرقل کے لشکر کو شہرِ حمص سے پسپا کریں گے۔‘‘

(فتوح البلدان، بلاذریؒ [وفات:۲۷۹ھ] ص:۱۳۹)

## مسلمانوں کے بارے میں چینی شہنشاہ کا تبصرہ

جب فارسی شہنشاہ کسریٰ شکست کھاکر دور دراز علاقوں میں بھٹکتا پھر رہا تھا اور دل شکستہ حالت میں اپنے چند خاص ساتھیوں سے آئندہ کے لائحۂ عمل پر مشورہ کررہا تھا تو اس کی خواہش یہ تھی کہ چینی شہنشاہ سے دوستی کرکے اس سے لشکر اور مدد حاصل کرے اور مسلمانوں کے خلاف دوبارہ حملہ کرے۔ اس موقع پر اس کے ایک ہوشیار ساتھی نے مشورہ دیا کہ آپ ایسا کرنے کے بجائے ان عربوں سے صلح کرلیجیے، کیونکہ ان میں دینداری اور امانت پائی جاتی ہے، اور آپ ان کے ساتھ امن کا معاہدہ کرکے اطمینان سے ان کے پڑوس میں رہ سکتے ہیں۔ مگر کسریٰ کو یہ خیرخواہانہ مشورہ پسند نہ آیا، چنانچہ اس نے چینی شہنشاہ کے پاس مدد کی درخواست کے ساتھ ایک سفیر بھیج دیا۔ چینی شہنشاہ نے اس سفیر سے ان فاتح مسلمانوں کے بارے میں تفصیل پوچھی۔ سفیر نے مسلمانوں کی نماز، عبادت، جہاد، گھڑسواری اور ان کے عمومی حالات کی مکمل تصویر بیان کردی۔ یہ سب سن کر چینی شہنشاہ نے کسریٰ کے نام یہ پیغام لکھ بھیجا:

’’إنهٗ لم يمنعني أن أبعث إليك بجيش أولهٗ بمرو وآخرهٗ بالصين الجهالة بما يحق علي، ولكن هؤلاء القوم الذين وصف لي رسولك صفتهم لو يحاولون الجبال لهدوها، ولو جئت لنصرك أزالوني ما داموا على ما وصف لي رسولك، فسالمهم وارض منهم بالمسالمة.‘‘

یعنی: ’’مجھے اس بات سے کوئی مانع نہیں کہ میں تمہاری مدد کے لیے ایسا عظیم لشکر روانہ کروں جس کا

آغاز مرو سے ہو اور آخری سرا چین میں ہو، مگر تمہارے سفیر نے جن لوگوں کی صفات مجھے بیان کی ہیں، اگر وہ پہاڑوں سے بھی ٹکرا جائیں تو انہیں ریزہ ریزہ کر دیں۔ اگر میں تمہاری مدد کو آؤں تو وہ مجھے بھی نیست و نابود کر دیں گے، جب تک وہ انہی اوصاف پر قائم رہیں جن کا ذکر تمہارے سفیر نے کیا ہے، لہٰذا مصلحت اسی میں ہے کہ تم ان سے صلح کرلو اور امن پر راضی رہو۔‘‘

اس کے باوجود کسریٰ نے یہ نصیحت قبول نہ کی اور در بدر بھٹکتا رہا، یہاں تک کہ دو برس بعد وہ قتل کر دیا گیا۔ (تاریخِ طبری، ابن جریر طبریؒ [وفات: ۳۱۰ھ] ۴/ ۱۷۲؛ البدایہ والنہایہ، ابن کثیرؒ [وفات: ۷۷۴ھ] ۷/ ۱۴۵)

## قیقان کے باشندوں کا واقعہ

سن ۴۸ ہجری میں جب صحابیِ رسول حضرت سنان بن سلمہ ہذلی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مسلمان لشکر نے ہندوستان کے علاقے قیقان (بلوچستان میں قلات، خضدار وغیرہ ملحقہ علاقے) پر حملہ کیا، تو کافر فوج شکست کھا کر بھاگ گئی اور قلعے میں پناہ لے لی۔ جب مسلمان ان کا تعاقب کرتے ہوئے قلعے کے قریب پہنچے تو کفار نے مسلمانوں کو دیکھ کر کہا:

’’والله ما أنتم قتلتمونا ولا قتلنا إلا رجال ما نراهم معكم الآن على خيل بلق عمائم بيض.‘‘

یعنی: ’’اللہ کی قسم! نہ تو تم نے ہمیں قتل کیا ہے اور نہ ہم نے تمہیں، بلکہ ہم سے تو ایسے لوگوں نے جنگ کی ہے جنہیں ہم اب تمہارے ساتھ نہیں دیکھتے؛ وہ چتکبرے گھوڑوں پر سوار تھے اور سفید عمامے پہنے ہوئے تھے۔‘‘

اس پر مسلمانوں نے کہا: یہ اللہ کی مدد تھی، یعنی اللہ کی طرف سے بھیجے گئے فرشتے۔ (تاریخِ خلیفہ بن خیاطؒ [وفات: ۲۴۰ھ] ص: ۲۱۲- ۲۱۳)

## نوبیہ کے بادشاہ کی گواہی

عبداللہ بن مروان روایت کرتے ہیں کہ میں جب ظالم حجاج بن یوسف سے بھاگ کر نوبیہ کے ملک میں پناہ گزین ہوا، تو نوبیہ کے بادشاہ نے مجھے اپنے پاس بلایا۔ میں نے اس کے سامنے اپنا حال بیان کیا۔ کچھ دن بعد وہ خود مجھ سے ملنے آیا۔ میرے لیے قیمتی اور نفیس قالین بچھائے گئے تھے، مگر اس نے انہیں نظر انداز کر کے زمین پر بیٹھنا پسند کیا۔ میں نے پوچھا: ’’آپ ہمارے قالین پر کیوں نہیں بیٹھے؟‘‘

اس نے کہا: ’’میں بادشاہ ہوں، اور اللہ کی عظمت کو جان لینے کے بعد ہر بادشاہ پر لازم ہے کہ وہ

عاجزی اختیار کرے، کیونکہ عزت اللہ ہی کی عطا کردہ ہے۔''

پھر اس نے پوچھا: ''تم شراب کیوں پیتے ہو؟ حالانکہ تمہاری کتاب (قرآن) میں اسے حرام قرار دیا گیا ہے؟''

میں نے کہا: ''یہ کام ہمارے غلام اور تابع لوگ کرتے ہیں۔''

اس نے دوبارہ پوچھا: ''پھر تم اپنی کھیتیوں کو جانوروں کے پاؤں تلے کیوں روندواتے ہو، حالانکہ قرآن میں زمین میں فساد پھیلانا حرام ہے؟''

میں نے جواب دیا: ''یہ بھی ہمارے جاہل غلام اور تابعین کرتے ہیں۔''

پھر اس نے کہا: ''تم ریشم، سونا اور دیباج کیوں پہنتے ہو، حالانکہ یہ سب تمہاری شریعت میں حرام ہیں؟''

میں نے کہا: ''ہم نے اپنی حکومت کھو دی ہے، ہمارے درمیان کچھ عجمی لوگ مسلمان ہو گئے ہیں، وہی یہ سب پہنتے ہیں، اگرچہ ہم اسے ناپسند کرتے ہیں۔''

یہ سن کر وہ زمین پر انگلی سے لکیریں کھینچنے لگا، پھر سر اُٹھا کر میری طرف دیکھا اور کہا:

''ليس كما ذكرت بل أنتم قوم استحللتم ما حرّم الله عليكم وأتيتم ما عنه نهيتم وظلمتم فيما ملكتم فسلبكم الله العزّ وألبسكم الذّلّ بذنوبكم، ولله نقمة لم تبلغ غايتها فيكم وأنا خائف أن يحلّ بكم العذاب وأنتم ببلدي فينالني معكم، وإنّما الضّيافة ثلاث، فتزوّد ما احتجت إليه وارتحل عن أرضي.''

یعنی: ''بات ویسی نہیں جیسی تم بیان کر رہے ہو، بلکہ تم وہ قوم ہو جس نے اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال بنالیا، جن کاموں سے روکا گیا تھا انہیں کرنے لگے، اور جن پر تمہیں اختیار دیا گیا ان پر ظلم کیا۔ اسی وجہ سے اللہ نے تم سے عزت چھین لی اور تمہیں ذلت کا لباس پہنا دیا۔ یہ سب تمہارے گناہوں کا نتیجہ ہے۔ اللہ کا عذاب ابھی پوری طرح تم پر نازل نہیں ہوا، مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم چونکہ میرے ملک میں ہو، کہیں اس کا اثر مجھے بھی نہ پہنچ جائے۔ مہمان نوازی تین دن تک ہوتی ہے، لہٰذا جو ضرورت ہو لے لو اور میری سرزمین چھوڑ دو۔'' (تاریخ ابنِ خلدون: ۱/۲۵۹)

## بامیان کے بادشاہ رتبیل کا تبصرہ

اُموی خلیفہ یزید بن عبد الملک کے دورِ حکومت میں ایک مرتبہ مسلم حکمران کی جانب سے بھیجے گئے، محصلینِ خراج افغانستان کے علاقے بامیان کے بادشاہ رتبیل کے پاس واجب الادا خراج وصول

کرنے کے لیے آئے۔ اس موقع پر بادشاہ رتبیل نے کہا:

’’ما فعل قوم كانوا يأتونا خماص البطون سود الوجوه من الصلاة نعالهم خوص؟‘‘

’’تمہاری قوم کے وہ لوگ کہاں ہیں جو ہمارے پاس آیا کرتے تھے، روزوں کی وجہ سے خالی پیٹ، نمازوں کے اثر سے سیاہ پڑے ہوئے چہروں کے ساتھ، اور جن کے جوتے کھجور کے پتوں سے بنے ہوتے تھے؟‘‘

انہوں نے جواب دیا: ’’وہ دنیا سے رخصت ہوچکے ہیں۔‘‘

یہ سن کر بادشاہ رتبیل نے کہا:

’’أولئك أوفى منكم عهدًا وأشد بأسًا، وإن كنتم أحسن منهم وجوهًا.‘‘

یعنی: ’’وہ تم سے زیادہ عہد کے پابند اور طاقت میں کہیں زیادہ مضبوط تھے، اگر چہ تم ان سے زیادہ خوبصورت چہرے والے ہو۔‘‘ (فتوح البلدان، بلاذریؒ [وفات: ۲۷۹ھ]، ص: ۳۸۸)

## بیت المقدس کے عیسائیوں کی گواہی

پانچویں صدی ہجری کے آخر میں جب تقریباً نوّے برس تک بیت المقدس مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل کر یورپی عیسائیوں کے قبضے میں رہا، اس کے بعد جب سلطنتِ زنگیہ کے جانشین سلطان نورالدین زنگیؒ بیت المقدس کی بازیابی کے لیے مسلسل جہاد میں مصروف تھے، اس دور کا ایک واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے:

مسلمان صوفی وزاہدوں کا ایک قافلہ زیارت کی غرض سے بیت المقدس پہنچا، وہاں انہوں نے عیسائیوں کو آپس میں یہ کہتے ہوئے سنا:

’’إن القسيم ابن القسيم -يعنون نور الدين- لهٗ مع الله سر، فإنهٗ لم يظفر و ينصر علينا بكثرة جنده وجيشه، وإنما يظفر علينا و ينصر بالدعاء وصلاة الليل، فإنهٗ يصلي بالليل و يرفع يدهٗ إلى الله و يدعو، فإنهٗ يستجيب لهٗ و يعطيه سؤلهٗ فيظفر علينا.‘‘

یعنی: ’’یقیناً القسیم بن القسیم یعنی نورالدین کا اللہ کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے، وہ ہم پر اپنے لشکروں اور فوج کی کثرت کے ذریعے غالب نہیں آتا، بلکہ وہ ہم پر دعا اور رات کی نماز کے ذریعے فتح پاتا ہے۔ وہ رات کو نماز پڑھتا ہے، اللہ کے حضور ہاتھ اُٹھا کر دعا کرتا ہے، تو اللہ اس کی دعا قبول فرماتا ہے اور اس کی مراد پوری کر دیتا ہے، اور اسی طرح وہ ہم پر غالب آجاتا

ہے۔‘‘ ( الروضتين في أخبار الدولتين، أبو شامة مقدسیؒ [وفات: ٦٦٥ھ] ١/ ٦٣؛ البداية والنهاية، ابن کثیرؒ [وفات: ٧٧٤ھ] ١٢/ ٣٤٨- ٣٤٩)

## ایک غلط فہمی کا ازالہ

مندرجہ بالا واقعات کے بیان سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ اسلحہ اور فوجی قوت غیر ضروری چیزیں ہیں، یا صرف نماز اور دعا کے ذریعے ہی دنیا کو فتح کیا جا سکتا ہے، بلکہ اس سے مقصود یہ بات واضح کرنا ہے کہ اگرچہ جنگ میں فتح کے لیے ضروری اسباب اور وسائل کی تیاری ایک ناگزیر امر ہے۔ خود قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے حسبِ استطاعت جنگ کی تیاری اور سامانِ حرب مہیا کرنے کا حکم دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

’’وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ‘‘

ترجمہ: ’’اور ان کافروں کے لیے جس قدر تم سے ہو سکے قوت (ہتھیار) سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھو اور اس کے ذریعہ سے تم (رعب) جمائے رکھو اُن پر جو کہ (کفر کی وجہ سے) اللہ کے دشمن ہیں اور تمہارے دشمن ہیں اور ان کے علاوہ دوسروں پر بھی جن کو تم (بالیقین) نہیں جانتے، ان کو اللہ ہی جانتا ہے۔ اور اللہ کی راہ میں جو چیز بھی خرچ کروگے وہ تم کو پورا پورا دے دیا جاوے گا اور تمہارے لیے کچھ کمی نہ ہوگی۔‘‘ (سورۂ انفال: ٦٠)

اس آیت کی تفسیر میں علامہ فخر الدین رازیؒ لکھتے ہیں:

’’الأولٰى أن يقال: هٰذا عام في كل ما يتقوى به على حرب العدو، وكل ما هو آلة للغزو والجهاد فهو من جملة القوة. وهٰذه الأية تدل على أن الاستعداد للجهاد بالنبل والسلاح وتعليم الفروسية والرمي فريضة، إلا أنهٗ من فروض الكفايات.‘‘

یعنی: ’’اس آیت کی بہترین تفسیر یہ ہے کہ یہاں ’’قوت‘‘ سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کے ذریعے دشمن کے خلاف جنگ میں قوت حاصل ہو، اور جہاد و قتال کے تمام آلات اسی قوت میں شامل ہیں۔ یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جہاد کے لیے اسلحہ کی تیاری، گھڑسواری اور تیراندازی کی تعلیم حاصل کرنا فرض ہے، البتہ یہ فرضِ کفایہ ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر، فخر الدین رازیؒ [وفات: ٦٠٦ھ] ١٥/ ٤٩٩)

البتہ یہ بات سب سے پہلے دل میں بٹھا لینی چاہیے کہ مسلمانوں کی فتح کے لیے صرف ظاہری تیاری، عسکری تربیت اور اسباب و وسائل ہی کافی نہیں، بلکہ روحانی اور باطنی تیاری اس سے بھی زیادہ اہم ہے۔ مسلمانوں کی اصل قوت کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ گہرا اور مضبوط تعلق قائم کرکے اس کی نصرت و مدد حاصل کرنا ہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:

’’يا أيها الناس! عمل صالح بين يدي الغزو، فإنكم إنما تقاتلون بأعمالكم.‘‘

یعنی: ’’اے لوگو! جہاد سے پہلے نیک اعمال کرلیا کرو، کیونکہ تم درحقیقت اپنے اعمال ہی کے ذریعے جنگ کرتے ہو۔‘‘ (کتاب الجهاد، امام ابن المبارکؒ [وفات: ۱۸۱ھ] روایت نمبر: ۵)

..... ۞ ..... ۞ ..... ۞ .....